تحریر :- الاستاذ عبد المنعم مصطفےٰ احمد
ترجمہ :- محمد حبیب الرحمٰن خان ندوی

بہائیت
اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یہودیوں کی خطرناک سازش

یہود کی عالمی برادری اور اس کے بطن سے جنم والے خدا بیزار کمیونزم کے خاص پلان کے تحت جدید تمدن و فلسفہ اور بت پرستانہ عقائد کی ایک لہر طوفان بن کر ملت اسلامیہ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہتی ہے ، یہ ایک زبردست یورش ہے جو اسلام کے مکمل استیصال کی خواہاں ہے ۔ اسلامی دنیا کے خلاف اس سخت اور سرکش حملے کا جو روشن خیالی ، جمہوری آزادی اور نئے افق کی تلاش وجستجو کے نام سے ہوا ۔ نئی دنیا نے مشاہدہ کر لیا کہ یہ فکری جہاد مسلمان عقل کو قید کر کے اسے ملیا میٹ کرتا ہے ۔ مسلمانوں میں جو صحیح ایمانی قدریں اور اسلامی روایات گھر کیے ہوئے ہیں ان کا ستیاناس کرتا ہے ۔ اور اس بات اور اس عہد کو پہنچ چکی ہے کہ جب علمائے اسلام اور عارف باللہ افراد اس کے مقابلے کے لئے میدان میں آکر اس ٹولے کی خواہشات اور ان کے معتقدات کی دھجیاں بکھیرتے ہیں تو یہ لوگ فکری روشن خیالی کے نام پر چیخ و پکار کرنے لگتے ہیں اور عقلی بندشوں کی دہائی دیتے ہیں ۔ یہ گمراہ اور بدباطن افراد کا شیوہ ہے جو آزادیِ فکر وخیال کے پردے میں چھپ کر گوریلا جنگ کے عادی ہیں ۔

یہ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ اسلامی ممالک کی سربراہی عموماً ایسے افراد کے ہاتھوں میں ہے جو اس ٹولے کے پروپیگنڈہ سے فوراً متاثر ہوتے ہیں اور مسلمان مجاہدین کے خلاف اعلان جنگ کر کے انہیں قید کر لیتے ہیں یا بہت کرم کیا تو ان کے گھروں میں نظر بند کر دیتے ہیں ۔ گویا ان کی زبانوں کو کاٹ لیتے ہیں ۔ جو مسلمانوں کو صحیح لائنوں پر رکھنے کی سعی کر سکتے ہیں ۔ پھر میدان صاف ہو جاتا ہے ۔ اور تخریب و فساد اور اکھاڑ پچھاڑ کرنے والوں کو سنہری موقعہ میسر ہو جاتا ہے ۔ اور یہودیت کی مہربانی اور عالمی سامراج کی عنایات سے اسلامی تعلیمات کے خلاف اس طرح زہر پھیلاتے ہیں کہ عوام اسے محسوس بھی نہیں کر سکتے ۔ عوام میں کسی شئے کا سرایت کر جانا بڑی اہمیت رکھتا ہے ۔

ابھی مذکورہ کوائف میں ہم ایسے مصنوعی مذاہب کا پرچار دیکھتے ہیں جو مر کر زندہ ہو رہے ہیں ۔ جنہیں انسانیت ان کی

عفونت کم نہیں ہوئی۔ وہ نئے نئے لباس اور نئے نئے رنگ میں ظاہر ہو کر اسلامی ملت کے لئے وبال بن جاتے ہیں۔ اخیر دور میں بہائیت اسی طرح کی ایک مذموم کوشش ہے۔ اس سے قبل اسماعیلی فرقے نے تخریب کاری کی۔ اس کے بعد قادیانیت نے کفر والحاد اور بے غیرتی کے کانٹے بکھیرے۔ ان میں آخری سازش بابیت یا بہائیت ہے جس نے مصر جیسے اسلامی و علمی ملک میں پال و پر نکالنے شروع کئے۔ حیرت ہے کہ اس ناگ کو وہاں فوراً کیوں نہ کچلا گیا۔

یہ بابیت یا بہائیت ہے کیا۔ اور اس نے کس طرح اپنے لئے راہ ہموار کی۔ یہود کی عالمی برادری سے اس کا کیا رشتہ ہے اور اس نے اسرائیل کی خدمت اور مسلمانوں کے لئے اس کی خطرناکی بھی زیر بحث آئے گی۔

بابیت کی پیدائش | بابی مذہب کا بانی علی محمد رضا شیرازی ۱۸۱۹ء میں پیدا ہوا۔ اس کا باپ اس کے پیدا ہوتے ہی راہی عالم آخرت ہو گئے۔ اس کے ماموں علی شیرازی نے اس کی کفالت کی۔ جو تجارت کا مشغلہ رکھتے تھے۔ جب علی محمد شیرازی سترہ سال کا ہوا تو اپنے ماموں سے الگ تجارت کر لی۔ اس وقت پڑھنے پڑھانے کا کوئی واسطہ نہ تھا۔ اس کے ماموں نے بہت کوشش کی کہ اسے فقہ و شریعت اور علم منطق کی تعلیم دے۔ مگر یہ اس سے محروم رہا۔ البتہ عربی لغت اور فارسی قواعد اس نے اچھی طرح سیکھ لئے اور عربی خطاطی میں کمال پیدا کیا۔ ماموں سے الگ ہو کر تجارت میں خوب پھلا پھولا۔ اور حلال کمائی سے شاد کام و بامراد ہوا۔ پھر اس نے علوم دینیہ کی طرف توجہ کی اور ریاضت سے بھی دلچسپی لینی شروع کی۔ اس عرصے میں اسے کچھ غالی صوفی مل گئے جن سے ان سے جلاء نفس کی خاطر سخت ترین مجاہدوں کی تربیت لی اور بڑی کڑی ریاضتیں کر کے نفس کو مشقتوں میں ڈالا۔ رات بھر کھڑے ہو کر نوافل پڑھتا اور دن میں سورج کی چلچلاتی دھوپ میں کھڑے کھڑے شام کر دیتا۔ جس سے اس کی طبیعت میں دھول، بھول اور غصہ کی ایسی کیفیت پیدا ہو گئی کہ بات نہ کی جا سکے۔ بالکل پاگلوں کی طرح ہو گیا۔ نتیجہ میں اس کے قوائے فکری و عقلی متاثر ہوئے۔ اس کا ماموں اسے اس خطرناک راہ سے موڑنے میں ناکام رہا۔ اس کی باتیں عموماً ایسی ہونے لگیں جو سمجھ میں نہ آتیں۔ حکیموں نے اسے مشورہ دیا کہ وہ کربلا اور نجف اشرف کا سفر کرے۔ وہاں کھلی ہوا اور معتدل فضا میں علاج کرائے۔ اور وہاں کے علماء سے علم دین حاصل کرے۔

یہ کربلا اور نجف اشرف کے سفر پر روانہ ہوا۔ اس وقت اس کی عمر ۲۰ سال تھی۔ وہاں یہ کچھ باطنی (قرامطہ) لوگوں کے ساتھ مل گیا۔ منجملہ ان کے شیخ احمد زین الدین احسائی۔ فرقہ شیخیہ کا بانی تھا جو تصوف فلسفہ و شریعت کے ساتھ امامیہ اثنا عشری عقائد کو یونان کے فلسفۂ قدیم سے ملاتا تھا اور پھر اس بھان متی کے کنبے کو۔ کہیں کا اینٹ کہیں کا روڑا۔ نئے طرز اور جدید انداز میں پیش کرتا تھا۔ شیخ احسائی کے مشہور شاگردوں میں اس وقت کاظم رشتی تھا جو فرقہ کشفیہ کا بانی تھا۔ اور اپنے شیخ کے ساتھ ساتھ مہدیٔ منتظر کے ظہور کے قرب کا اشتہار دیتا تھا۔ دھوکا۔ ریاکاری اور سیدھے سادے عوام کو اس وہم میں ڈالنے کی مختلف صورتیں اختیار کرتے کہ مہدی کی آمد کے دن قریب آ چکے ہیں اور یہ کہ آج کل الٰہی کا دور دورہ ہے۔ اور مہدی ان کے درمیان زندگی گزار رہے ہیں۔ اور یہ رشتی مرزا علی محمد رضا کی طرف اشارہ کر کے کہتا تھا کہ

یہی ہیں وہ مہدیِ منتظر جن کا انتظار تھا۔

شیخ احمد احسائی کون تھا | متعدد مستشرقین نے اس بات کا اشارہ دیا ہے کہ شیخ احسائی قبیلہ احساء سے نہ تھا اور تاریخی حیثیت سے بھی اس کی کوئی اصل نہیں۔ بلکہ یہ ایک مغربی پادری تھا جسے عالمی استشراق کے مرکز نے انڈونیشیا سے مشرق خصوصاً عالم اسلام کی طرف بھیجا تھا۔ یہاں آکر بظاہر وہ مسلمان ہوا۔ عربی و فارسی زبان سیکھی اور ان میں اچھی خاصی استعداد پیدا کر لی۔ عام مستشرقین کی طرح پھر اپنے پروگرام کے تحت ایران آیا۔ پھر عراق اور کربلا آکر مقیم ہو گیا تاکہ وہاں کے باشندوں کے عقائد خراب کرے اور دینی احکام میں تغیر و تبدیلی بھی کرے۔ تفصیل کے لئے (الکشاف الفرید عن معاول الھدم و نقائض التوحید شیخ خالد محمد علی الحاج)۔

دیوانہ۔ مذہب دیوانگی ہی کا بانی ہو سکتا ہے | کاظم رشتی کے اشارہ کے بعد کہ علی محمد رضا ہی مہدی ہے۔ اس نے گنجلک عبارتیں اور بے ربط جملے بولنے شروع کئے۔ جیسے گھروں میں دروازوں سے آؤ۔ فادخلوا البیوت من ابوابہا (بقرہ) اور میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کے دروازے ہیں۔ اور اس طرح باتیں شروع کیں۔ وصول الی اللہ اللہ تک پہنچنا مشکل و ناممکن ہے کیونکہ راستے بند اور کوشش غیر سود مند۔ ہاں البتہ رسول و نبی ہو کر اور ولی بن کر وصول الی اللہ ممکن ہے۔ اور ان مراتب تک پہنچنا بلا وسیلہ جب مشکل و ناممکن ہے۔ بس یوں کہ میں ہی وہ انتہائی اہم واسطہ ہوں جس کے ذریعہ ان درجات عالیہ تک رسائی آسان ہے۔ اور جب گھروں میں بلا دروازہ داخل ہونا جائز نہیں تو بس میں ہی یہ دروازہ ہوں۔ اس وقت اس نے اپنا نام باب رکھا اور اسے اپنا لقب بنالیا۔ اس کے پیرو کار بابی کہلائے۔

بابی تحریک کا ابتدائی سفر | باب نے اپنی دعوت ۱۸۴۴ء میں شروع کی اور اس کا پہلا متبع ملا حسین بشروی تھا جس نے ۵ جمادی الاول ۱۲۶۰ھ مطابق ۲۲ مارچ ۱۸۴۴ء اس کی بیعت کر کے اس کا اتباع کیا۔ تو اس نے اس کا نام باب الابواب رکھا۔ دروازوں کا دروازہ۔

بابیہ کے نزدیک عدد ۱۹ کی اہمیت | ملا حسین بشروی نے جس دن باب کے اتباع کا جوا اپنے گلے میں ڈالا، اس دن کو یہ اپنی عیدوں میں شمار کرتے ہیں۔ اس کا نام عید المبعث، مبعوث ہوئے۔ بھیجے گئے۔ کی عید اور باب نے جیسے تیسے اتنی استعداد پیدا کر لی کہ اپنے گرد ۱۸ آدمی جمع کر لئے۔ اور ان کا نام رکھا جماعۃ الحی۔ زندوں کی جماعت۔ اور اس کی تاویل یہ کی کہ حا کے عدد بحساب ابجد آٹھ ہوئے۔ اور یا کے دس۔ مجموعہ اٹھارہ ہوا اور خود ان میں مل کر ۱۹ کا عدد پورا کیا اس تکنیک سے ۱۹ کا عدد بابیوں۔ بہائیوں کے نزدیک نشانِ تقدس بن گیا۔

اس جماعت کو باب نے پورے ایران میں اپنی دعوت پھیلانے کا حکم دیا اور انہیں رخصت کرتے وقت یہ ہدایات دیں کہ ایک رجسٹر میں ہر اس آدمی کا نام لکھیں جو ان کی بات مان لے۔ اور اسے ان ناموں کی فہرست بھی دیں اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہا کہ:۔

"میں عنقریب ان اسماء کو اٹھارہ ابواب میں مدون کروں گا۔ اور ہر باب کو ایسے ترتیب دوں گا کہ وہ ان ۱۹ ناموں پر مشتمل ہو گا۔ ہر باب مجموعہ میں ایک ہی شمار ہو گا۔ اٹھارہ بابوں میں پھیلے ہوئے یہ نام جب واحد اول کی طرف منسوب ہوں گے جو میرے اسم سے ہو گا اور ۱۸ حروف کے نام جو در اصل لفظ "حی" کے عدد ہیں۔ بس یاد رکھنا یہ عدد ۱۹ ہر شئے کے عدد کا بن جائے گا۔ لوح محفوظ میں مرقوم تمام مومنوں کے ناموں کا تذکرہ کروں گا۔ یہاں تک کہ ہمارے دلوں کے ان پر اپنی برکات نازل فرمائیں گے جن کا کوئی شمار نہیں۔ اس دن جب کہ اس کے عرش مجید میں ذکر آیا۔ اور انہیں جنت کے باشندوں میں شمار فرمائیں گے۔"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ باب اسلام سے نکل جانے کی راہ ہموار کر رہا ہے۔ اور ایسی لائنوں کی تلاش میں ہے کہ اسلام سے نکل بھی جائے اور مسلمانوں کو اس کے ارتداد کی خبر بھی نہ ہو۔ اس لئے کہ یہ صرف اپنے مومنوں کے ناموں کو مدون کرے گا۔ لوح اللہ میں تاکہ انہیں جنت کا مکین بنائے۔

۱۹ کے عدد کی روشنی میں باب نے مہینوں کو بھی انیس ٹھہرایا۔ ہر مہینہ انیس دن کا اس حساب سے سال کے تین سو اکسٹھ دن ہوتے ہیں۔

باب مہدی منتظر بننے کا آرزومند ہے

باب اور اس کے مریدوں کی دعوت کو باطنی فرقوں اور اثنا عشری عوام و خواص لوگوں کے ہاں کافی پذیرائی ہوئی۔ بالخصوص اس کے نظریہ مہدی منتظر کی تشریف آوری۔ اور یہ کہ باب الٰہی سے اپنی تعلیمات حاصل کرتا ہے۔ اس طرح عقائد فاسدہ و مظلم۔ تاریک اور بگڑے ہوئے عقائد سے سڑی ہوئی اور منہ بند عقل جنم لیتی ہے۔ چنانچہ باب نے جب آواز کی پذیرائی اور اپنی شہرت کا آوازہ سنا اور محسوس کیا کہ میں کچھ ہوں۔ تو اپنی پہلی دعوت سے مکر گیا۔ اور اسے منسوخ کر کے دعوی کر بیٹھا کہ وہ ہی مہدی منتظر ہے۔ اور یہ امام مہدی کا جسم لطیف اس کے مادی جسم میں حلول کر گیا۔ اور وہ عنقریب ظاہر ہوں گے۔ تاکہ زمین میں ظلم و ستم کے رواج عام کے بعد اسے عدل و انصاف سے بھر دے۔

حقیقت میں بابیوں کے عقیدہ اور ان کی پوشیدہ تعلیمات باب کے مادی جسم میں حلول مہدی کی فکر سے متعارض نہیں۔ اس لئے کہ امام ان کے تئیں۔ زمین پہ مظاہر خداوندی میں سے ایک مظہر اور لوگوں کے اس پر منکشف حقائق کی تبلیغ کا ایک ذریعہ ہے۔ جب کشف و کرامت میں کوئی شخص اس مقام کو حاصل کرے تو پھر وہ امام کے مرتبہ پر بھی فائز ہو سکتا ہے۔"

اور یہ مجملہ باب کے دعاوی کے ایک دعوی ہی ہے کہ وہ اپنی دعوت سے زیادہ ترقی یافتہ صورت میں ظاہر ہو گا پھر اس کا یہ دعوی ہو گیا کہ وہ محض امام غائب ہی سے افضل نہیں بلکہ (عیاذاً باللہ) کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و

واصحابہ وسلم سے بھی افضل ہے۔

باب گمراہ کرنے کے لئے شیطان کی سواری ہے

علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ:۔
گمراہ اور اہلِ بدعت کی مبتدعانہ عبادات کو جو سراسر خرافات ہوتی ہیں شیطان ان کے لئے سنوار اور سجھا دیتا ہے اور شرعی راستوں کو ان کے تئیں مبغوض بنا دیتا ہے حتیٰ کہ ان کو علم۔ قرآن کریم اور اس کے تذکرہ سے وحشت ہوتی ہے اور نفرت بھی۔ (مجموعہ رسائل ومسائل)

آپ نے ملاحظہ فرمالیا کہ باب نے دعویٰ کیا کہ وہ عیاذاً باللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہے۔
شیطان رجیم کے اتباع میں کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو چیلنج کیا کہ قرآن کریم کی ایک سورت یا ایک آیت کے مثل بنا کر دکھاؤ۔ اور باب چیلنج کرتا ہے تمام دنیا کو کہ اس کے بیان کے بابوں میں سے ایک باب بنا کر لاؤ۔ اور باب نے اپنے لئے متعدد القاب اختیار کر لئے منجملہ ان کے ایک "ذکر" ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ:۔
انا نحن نزلنا الذکر میں ذکر سے مراد وہی ہے اور البیان سے بھی اپنے کو موسوم کیا اور یہ آیت پڑھی۔
الرحمٰن ۰ علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان ۰ کہتا ہے کہ انسان تو محمدؐ ہیں اور وہ خود باب۔ بیان ہے۔
اسلام اور مسلمان کے خلاف اس قسم کی بیہودہ بکواس کے بعد علماء وعوام اس کے خلاف بھڑک اٹھے۔ حاکم شیراز نے باب کے داعیوں اور اس کے معاونوں کو طلب کیا۔ اور ان سے باب کے متعلق تحقیقی گفتگو کی۔ انہوں نے بلا کم وکاست باب کے متعلق جو کچھ انہیں معلوم تھا سب کچھ بتا دیا۔ حاکم نے علماء سے فتویٰ لیا۔ جواب میں باب اور اس کے معاونین وانصار کافر اور واجب القتل قرار پائے۔ مگر حاکم شیراز نے انہیں بجائے قتل کے شیراز بدر کر دیا۔ اور اپنے کچھ سپاہی ابی شہر کی جانب بھیجے۔ وہ باب کو پکڑ کر لائے تاکہ علماء کے ساتھ ان کے مناظرہ کا دلچسپ مشاہدہ کریں۔ علماء نے اس کے کفر کا فتویٰ دیا۔ البتہ بعض علماء نے انہیں بجائے کافر قرار دینے کے مجنون، پاگل اور حواس باختہ قرار دیا۔
حاکم نے اشارہ کیا اور سپاہیوں نے باب کو مجلس سے کھینچا اور اسے اچھی طرح مار لگائی۔ پھر حاکم نے اسے اس کے ارتداد کے باعث قتل کرنا چاہا۔ تو باب فوراً اپنے پیروکاروں کے پروپیگنڈے سے باز آیا۔ اور شیراز کی جامع مسجد میں علی الاعلان یہ تقریر کی۔
" اللہ کا غضب نازل ہو اس پر جو مجھے امام کا وکیل خیال کرے یا اس کی طرف کھلنے والا دروازہ۔ جیسا کہ وہ خود کہتا تھا۔ اور اس پر خدا کی پھٹکار ہو جو میری طرف توحید الٰہی کے انکار کی نسبت دیتا ہو۔ یا یہ بات کہ میں محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا منکر ہوں۔ یا خدا کے رسولوں میں سے کسی کی رسالت کا منکر ہوں یا وصیت علی کرم اللہ وجہہ اور آپ کے خلفاء کا کسی بھی حیثیت سے منکر ہوں "
اس طرح باب نے قتل سے چھٹکارا پایا۔ مگر باطن میں اسے اپنی دعوت کا چسکا پڑ چکا تھا اور دل سے چاہتا تھا کہ

اس کی یہ دعوت دی جاتی رہے۔ چنانچہ ۱۸۴۵ء میں عراق میں اپنے نمائندوں کو خط لکھا :۔

" میں تو تمہارے پاس آ نہیں سکتا جیسا کہ میں نے پہلے وعدہ کیا تھا اس لئے تم اپنا کام جاری رکھو میری ہدایات کو اپنا رہنما بنا کر کام کرو "

اور اپنے ایرانی نمائندوں کو دعوت کے سلسلے کو مضبوط و پائیدار بنانے کی خاطر اصفہان میں جمع ہونے کی دعوت دی ۱۸۴۶ء میں باب اصفہان کی طرف بھاگنے میں کامیاب ہوگیا۔ جہاں اس کے نمائندے اور پیروکار پہلے سے جمع تھے۔ وہاں پھر اپنی دعوتی مصروفیتوں میں پھرتی اور دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔

اسلام سے ارتداد ۱۸۴۷ء میں بادشاہ نے باب کو قلعۂ ماہ کوہ میں بند کرنے کا حکم دیا۔ جو عثمانی حکومت و ایران کی درمیانی حدوں میں واقع ہے۔ اس گرفتاری نے اس کے پیروکاروں میں بغاوت کے جراثیم پیدا کر دئے۔ اور اب یہ علی الاعلان اپنی دعوت دینے لگے۔ جب کہ ان کی گرفتاری سے پیشتر وہ پوشیدہ طور پر دی جارہی تھی اور اس کے متبعین دن بدن بڑھنے لگے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ حکومت نے باب کو قلعہ چہریق کی طرف منتقل کرایا۔

باب کے پیروکاروں کے اہل حل وعقد اور اس کے قطبوں نے رجب ۱۲۶۴ھ مطابق ۱۸۴۸ء میں صحرا بدشت میں ایک کانفرنس منعقد کی جس میں ۸۱ قطب جمع ہوئے جن کے اہم نام یہ ہیں :۔

ملا حسین بشروئی۔ حاجی محمد علی بافروش ملقب بقدوس قرۃ العین زرین تاج جنہیں بعد میں طاہرہ کے لقب سے یاد کیا گیا۔ اور میرزا علی حسین جو بہار کے نام سے موسوم تھا۔ اس کانفرنس میں دو اہم رموز زیر بحث آئے۔ باب کا قید سے چھڑا کر کسی مامون جگہ پر منتقل کرنا۔ مبادیٔ بابیہ اور دینِ اسلام کے درمیان حد بندی۔

بابی عقائد ومبادی بابیہ نے جب پیراہن اسلام اتار پھینکا اور اسلام سے متصادم افکار و آراء اختیار کرلئے تو ضروری ہے کہ ان عقائد کو بھی زیر بحث لایا جائے۔

۱۔ خدا کے متعلق ان کے خیالات۔ ۲۔ ان کی عبادات۔ ۳۔ معاملات۔

اللہ تعالیٰ کے متعلق بابی مذہب کے اساسی عقائد و مبادی تقریباً وہی ہیں جو مسلمانوں کے ہیں۔ مگر صفاتِ الٰہیہ کی تشریح عقیدۂ باطنیہ کے تحت اختیار کرتے ہیں۔ جس میں ہر چیز کے دو رخ ہوتے ہیں۔ ظاہر اور باطن۔ اور یہ کہ وجودِ انسانی مظاہر خداوندی میں سے ایک مظہر ہے۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے اور کل کائنات اس کی مظہر ہے تعالی اللہ عن ذالک۔

اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے اور اسی کے لئے یہاں کی حکومت و تصرف۔ زمین و آسمان اس کے دستِ قدرت میں ہیں۔ اور وجود و کون سب کچھ اس کے کلمہ "کُن" سے پیدا ہوئے ہیں۔ مگر بابی مذہب اس کے خلاف وجود و کون کو مظاہرِ خداوندی میں سے ایک مظہر سمجھتا ہے اور اسی حلول و اتحاد کی بنیاد فراہم کرتے ہیں جو قدیم

غیر یقینی مادہ فلسفہ سے ماخوذ و مستنبط ہے۔

نبی یا امام | نبی کے متعلق بھی ان کا عقیدہ بعینہٖ ایسا ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق تھا۔ نبی یا امام اپنی زندگی اس زمین میں مظاہر خداوندی میں سے ایک مظہر ہے۔ اور اس مرتبہ تک کسی بھی انسان کا پہنچنا کچھ متعین اخلاقی صفات کی تکمیل پر موقوف ہے۔ جنہیں وہ امر واقعی سے تعبیر کرتے ہیں: تاکہ حقیقت تک رسائی ہو سکے جس آدمی نے ان اخلاق صفات کو مکمل کر لیا جو نبی یا امام کے اندر پائی جاتی ہیں وہی مظہر الٰہی بننے کا زیادہ مستحق ہے اور دعوت و تبشیر کے کام کی سربراہی کا اسی کو حق پہنچتا ہے۔ اسی وجہ سے باپ کے لئے جائز ہے اور صحیح بھی۔ انہی کے زعم کے مطابق کہ وہ نبی کے بعد زمین میں مظاہر خداوندی میں سے ایک مظہر ہے۔

عبادات | اوّلاً ہر بالغ بہائی پر نماز فرض ہے جو نو رکعات ہیں اور بلا جماعت ادا کی جاتی ہیں۔ اور اس کے تین اوقات ہیں۔ صبح، دوپہر اور شام۔ نماز میں شہر عکا کی طرف رخ کرتے ہیں۔ جہاں بہاء اللہ کی قبر ہے۔ نماز کے لئے پانی سے وضو کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر پانی نہ ملے تو آدمی بسم اللہ الاطہر الاطہر پانچ دفعہ کہہ کر نماز شروع کر دیتا ہے۔ تیمم نہیں کرتے جیسا کہ مذہب اسلام میں مشروع ہے۔

دوم۔ روزے۔ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ بابی اور بہائیوں کے نزدیک ۱۹ کا عدد مقدس ہے۔ اسی لئے انہوں نے سال کے ۱۹ مہینے بنائے اور ہر مہینہ ۱۹ دن کا جس سے سال کے تین سو اکسٹھ دن ہوتے ہیں۔ سال کے باقی دن ان کے نزدیک ایام ایقار کہلاتے ہیں۔ وہ ان دنوں کو زیارت و ملاقات اور ضعفاء و مساکین کی خبر گیری میں پورا کرتے ہیں۔ پھر اس کے بعد کامل ایک ماہ (۱۹ یوم) کے روزے رکھتے ہیں۔ آخری روزہ نوروز کے دن ہوتا ہے۔ جو ۲۱ مارچ ہے۔ ان کے روزے طلوع آفتاب سے شروع ہو کر غروب آفتاب تک ہوتے ہیں۔ صبح صادق سے شروع نہیں ہوتے جیسا کہ حکم خداوندی ہے۔ اور نابالغ، مسافر، بڑھاپے یا مرض کے باعث ضعیف، حاملہ عورت، دودھ پلانے والی، حائضہ اور نفاس والی عورت کو روزہ معاف ہے ان تمام روزوں کی قضا نہیں۔

سوم۔ حج۔ ان کا حج اس گھر کا ہوتا ہے جہاں اس مذہب کے بانی علی محمد رضا نے جنم لیا جو شیراز میں ہے یا اس گھر جہاں بہاء اللہ حسین اقامت عراق کے دوران ٹھہرا تھا اور حج کا کوئی وقت متعین نہیں۔

چہارم زکوٰۃ۔ عبد البہاء عباس سے جب زکوٰۃ کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے جواب میں کہا۔

"بہائیت میں زکوٰۃ کا مسئلہ ایسا ہی ہے جیسا اسلام میں ہے"

نکاح و شادی | نکاح صرف ایک عورت سے کر سکتا ہے ایک سے زیادہ نکاح جائز نہیں۔ البتہ اگر عدل و انصاف ہو تو جائز ہے۔ عبد البہاء عباس نے اس کی تشریح یوں کی ہے:۔

نکاح ایک سے زیادہ کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ دو کے ساتھ نکاح ایسی شرط کے ساتھ مشروط ہے

جس کا تحقق ممکن نہیں۔ یعنی عدل و انصاف۔ طلاق ان کے یہاں مکروہ ہے۔ اور بہائی مرد غیر بہائی عورت سے اور بہائی عورت غیر بہائی مرد سے شادی کر لیتے ہیں۔ ایک شرط کے ساتھ کہ غیر بہائی کی موجودگی میں بہائی سے نکاح کی آزادی ہے۔

میراث | بہائی مذہب میں لڑکا اور لڑکی جملہ حقوق میں برابر ہیں اور دونوں کا سن رشد ایک ہے پندرہ سال غیر بہائی بہائی کا وارث نہیں ہو سکتا۔

علم | بہائی مذہب کے بانی نے اپنے چیلوں کو علم سے دور رہنے اور علماء سے پیچھے رہنے کی دعوت دی اور کتابوں کو نہروں میں ڈالا جائے یا ان کے حروف مٹائے جائیں یا کتابوں کو جلا دیا جائے۔ اس کے خلیفہ نے آکر یہ حکم منسوخ کر دیا۔

بعض اہم مصنفین بہائی افکار سے متاثر | ممکن ہے کسی مسلم اسکالر محقق کے مشاہدہ میں یہ بات آئے کہ بہائی افکار و عقائد مقالات و خطابات اور مستقل کتاب کے قالب میں اس طرح ہمارے روبرو پیش کیے جائیں کہ نئی دنیا کے اہم حوادث پر مناقشہ اور یہاں روزانہ ہونے والی تبدیلیوں پر تنقید و گرفت جیسی شکل لیے ہوئے ہوں۔ چنانچہ حسین احمد نے امارات متحدہ کے رسالے "صحیفۃ الخلیج" کی اشاعت مورخہ ۶ جمادی الاول ۱۴۰۵ھ مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۸۵ء میں ایک مضمون بعنوان "اسلامی پارلیمنٹ کی تاسیس کی دعوت" اس میں مندرجہ ذیل افکار پیش کئے ہیں جو دیکھنے والا دیکھ سکتا ہے کہ اس میں جیسا کہ ہم ابھی ذکر کر چکے ہیں۔ یہ افکار و آراء بہائی عقائد کے عین مطابق ہیں مضمون میں حسب ذیل مطالبہ ہے۔

١- میراث میں مرد عورت کا برابر حصہ (بہائی مذہب میں بہن بھائی برابر حصہ دار میراث میں ہیں)
٢- میراث میں مرد و عورت (گواہی) مرد کی شہادت کے برابر متصور ہو (جیسا کہ بہائیوں کے یہاں عام ہے)
٣- اسلامی پردہ کی مختلف دعاوی کے ساتھ تردید (بہائی عورت بالکل پردہ نہیں کرتی)

مقالہ نگار حسین احمد امین کا کہنا ہے کہ ان کی مزعومہ اور پیش کردہ پارلیمنٹ مختلف مذاہب و ادیان کے لوگوں سے مرتب ہو۔ (اور بہائیوں کا خیال ہے کہ ان کے مذہب نے ہر مذہب اور ہر مشرب کو اپنے میں ضم کر لیا ہے اور یہ کہ بہائیت کا ظہور تمام ادیان یہودیت، نصرانیت اور اسلام کے لئے پیغام فتح ہے۔ یہ تمام مذاہب بہائیت کے تئیں برابر ہیں۔ یہ فکر دراصل فاشسٹ ہے۔ حسین احمد امین نے کھل کر دعوت دی وہ کہتا ہے:۔

"ایسے ہی میں یقین کرتا ہوں کہ اسلامی اقدار حیات اور مفاہیم کی قدیم تفسیر کا اعادہ ممکن نہیں کہ وہ ایجابی اور فعال شکل میں پایۂ تکمیل تک پہنچے۔ الا یہ کہ اجتماعی جدوجہد ہو اور اس میں مختلف قسم کی حسنات اور نوع بنوع مشارب و احساسات کے افراد کے مخصوص رجحانات کار فرما ہوں"

یہ لفظاً توارد کی صورت نہیں بلکہ منظم اسکیم ہے کہ اپنے مقالہ نگار اپنے مضمون کی ابتداء بہائیوں کی ایک مشہور

اور بدیہی فکر سے کرتا ہے۔ اور ہم ابتداءً ایک حقیقت واقعہ کے اظہار پر مجبور ہیں جس پر مفکرین کی چھاپ نہیں اور نہ ان کی اسے تائید حاصل ہے۔ اور وہ حقیقت واقعہ یہ ہے کہ:۔

مفاہیم و مدرکات، معتقدات و خیالات اور فہم حیات، زندگی کی قدریں کسی بھی دین میں ایک حال پر نہیں ہتیں اور میری رائے ہیں تو ہمارے اس دور میں جہاں بشری نشاط اور سرگرمی کے بڑے بڑے مواقع منصوبہ بندی اور قواعد اصلاح کے اصولوں کے تحت وجود پذیر ہوئے ہیں، دینی میدان میں منصوبہ بندی اور اصلاحی کوشش ہمارے اس زمانے میں ضروری ہے ان کے بغیر چارہ نہیں۔

پھر ہمارے سامنے بہائیوں کی مندرجہ ذیل عبارت آئی جوان کے نشریہ ۱۹۴۷ء میں چھپی۔

"ملل و عقائد کے اہل حل و عقد مفکروں کا تقریباً اس پر اتفاق ہے کہ انسانیت اپنے موجودہ اٹھان میں فیض الٰہی کی زیادہ ضرورت مند ہے"

آگے لکھتا ہے۔ "عقل منیر عقل روشن کی استطاعت نہیں کہ وہ کہہ سکے کوئی بھی شریعت و قانون ہر زمان و مکان کے ظروف و سوانح سے نمٹنے کی صلاحیت رکھتا ہے" اس طرح ہمیں مشاہدہ ہوتا ہے کہ ان افکار کی نشر و اشاعت اور ترویج کس طرح آزاد گفتگو اور علمی بحث کے پردہ میں ہو رہی ہیں اور عجیب اتفاق ہے کہ مقالہ نشر ہوا ۱ جمادی الاول ہیں۔ جو بہائیوں کی سالانہ تقریبات کا دوسرا دن ہوتا ہے۔ کیا یہ محض اتفاق ہے یا منظم اسکیم ہے؟ آنے والے ایام ان کے اور ان کے اخلاف کے کٹھہرے کو کھول دیں گے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہے۔

بہائیوں کا برطانوی راج اور مغربی سامراج سے ربط و ضبط

ہندوستان اور مصر پر برطانیہ کا تسلط تھا اس تسلط و اقتدار نے برطانوی سامراج کے سامنے خلافت عثمانیہ کا حیلوں بہانوں سے گھراؤ اور اس پر قبضہ کرنے کی راہیں ہموار کیں۔ جس کے لئے دنیا بھر کے مسلمان اپنے دلوں میں عقیدت و محبت کے جذبات رکھتے تھے۔ برطانوی طاقتوں کو سب سے بڑا خطرہ اور ڈر تھا۔ خلافت عثمانیہ کا اعلان جہاد اور اس کے چوگوشے حملے سے۔ اس لئے اس کا اہم مقصد تھا مسلمانوں کی صفوں دراڑ ڈالنے، ان کے درمیان اختلاف و تفریق کے بیج بونے اور بعض کو بعض کے ساتھ ٹکرانے کے لئے مختلف وسائل و اسالیب اختیار کرنا تاکہ اس کی مخالفت ڈھیلی ہو اور مسلمانوں کی صفوں کو توڑنے میں دشواری نہ ہو۔ باب اور اس کے خیالات میں انہیں اپنا بڑا معین دکھائی دیا جوان کے ناپاک عزائم کی تکمیل میں ان کا مددگار ہوگا۔

باب اپنے نہ ماننے والوں کا کافر کہتا ہے اور وہ خود اسلامی حکومت کا منکر اور اس کا باغی تھا۔ وہ ایران کی ہو یا استنبول کی اسی باعث باب کا وجود اور ان کی دعوتی سرگرمی برطانوی سامراج کے مسلمانوں کی سرزمین میں تسلط و قبضہ اور یہی گاٹھ نے موافق ہی نہیں معاون بھی تھی جب تک باب اپنی دعوتی سرگرمی، مسلمانوں کی تکفیر اسلامی حکومت کے خلاف اس کے مریدوں کی بغاوت اور فریضۂ جہاد کے سقوط پر مستعد و برقرار رہے۔ بعینہ یہی مقصد زار روس کا تھا جو عثمانی لشکروں سے

لرزہ براندام رہتا تھا۔ اسی لئے برطانوی کونسل اور روسی کونسل دونوں باب کو جیل سے چھڑانے کے لئے سید ناصر الدین شاہ کے ہاں سفارشی بن کر گئے جب کہ شاہ نے اس کی پھانسی کا حکم دے دیا تھا۔ یہ فیصلہ علماء ایران کے ساتھ اس کے طویل مناظرے اور اس کی شکست کے بعد دیا گیا۔ مناظرے کے دوران اس نے یہ بھی کہا کہ وہ مہدی منتظر ہے۔

روس و برطانیہ کی سفارشیں مسترد کر دی گئیں۔ اور اس کی پھانسی کا حکم برقرار رہا۔ اس کی پھانسی کے بعض شاہدین کا کہنا ہے کہ پھانسی کے وقت اس کے چہرہ کی کیفیات اس خواہ مخواہ کی مصیبت پر پتہ دے رہی تھیں اور رجوع الی الحق۔ راہ راست پر آنے کی اس نے خواہش بھی کی مگر اس کی باطل غیرت نے اسے جھنجھوڑا اور شیطان نے وسوسہ ڈالا اور اسے ارتداد سے واپس نہ آنے دیا۔

مؤلف کشاف فریدیہ کا کہنا ہے کہ انگریز نے محسوس کیا کہ اس کی آخری امید میرزا حسین بہاء جن کی وجہ سے بابی تحریک "بہائی" کہلائی۔ ان کی مدد و نصرت اور ایران میں بابی تحریک کے چراغ گل ہونے کے بعد اس کی دعوت کی کامیابی کے لئے اس کے ضروری اسباب مہیا کرنا ہے۔ اس کے لئے برطانیہ، روس اور یہود کی عالمی برادری کے تعاون سے اس کی رستگاری کے ذریعہ اور واسطہ اختیار کیا چونکہ اس کی شخصیت میں انہیں ایسے شخص کی جھلک دکھائی دے رہی تھی جو ان کی جلیل القدر خدمات انجام دے سکتا ہے۔

بہائیت کی انگریز دوستی اور یہود کے ساتھ خوشگوار تعلقات کا اس کا تیسرا قائد عبدالبہا یا عباس ابن البہاء نہ صرف مذہب تھا بلکہ مرقع تھا جو اس کی تقریر لندن، جو وہاں کے مختلف گروہوں اور متفرق محفلوں میں کی۔ جس میں وہ انگریز سے مخاطب ہو کر کہتا ہے:۔

"آپ کی محبت کی مقناطیس نے مجھے اس حکومت کی طرف کھینچا ہے"

اور ایک دوسرے خطبہ میں یوں کہتا ہے۔

"لوگوں نے بنی اسرائیل اور مسیح اور دوسرے پیغمبروں کی تعلیمات کو بھلا دیا۔ بہاء نے آکر ان کی تجدید کی"

نصاریٰ کو راضی کرنے اور یہود سے رشتہ جوڑنے کی خاطر حضور اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پاک سے گریز کرتا تھا۔ ایک مرتبہ نصاریٰ کے مجمع میں تقریر کے دوران کہا۔

"حضرت مسیح علیہ السلام ایک حقیقت الٰہیہ اور آسمانی کلمہ جامعہ ہے جس کا نہ اول ہے نہ آخر اور اس کے لئے ظہور واشراق اور طلوع و غروب ہے۔" ہر زمانے میں کہ اور کہتا ہے۔" مغربی تمدن مشرقی تہذیب سے آگے بڑھ گیا اور مغربی آراء بہ نسبت مشرقی آراء کے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ قریب ہے۔

بہائیت، یہودیت اور صیہونیت کا گٹھ جوڑ

بہائیت کے خود اپنے ہی ذرائع سے صیہونیت سے اس کا رابطہ اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ان کی سامراجی ذہنیت ظاہر ہے ہم یہاں کچھ ذکر کرتے ہیں اور فیصلہ قارئین

کے ہاتھ میں ہے :-

۱۔ الاخبار الامریہ جسے بہائیوں کی وطنی محفل روحانی نکالتی ہے اس نے اپنے شمارہ ۱۹۵۱ء دسمبر میں بہائی رئیس علی صیہونی وزیر ادیان کے ساتھ گفتگو نقل کی ہے جس میں وہ کہتا ہے :-

" حکومت اسرائیل کی سرزمین بہائی ، یہودی ، نصاریٰ اور مسلمانوں کی نظر میں مقدس ہے "

اب سے پچاس سال پہلے عبدالبہا نے ایک مضمون لکھا میں لکھا کہ :-

" آخر میں فلسطین یہود کا وطن بن جائے گا "

۲۔ توقیعات مبارکہ ج ۲ مؤلفہ شوقی آفندی ، فرقہ بہائیہ تیسرا قائد و رہبر میں ہے :-

" وعدہ حق پورا ہوا ، انبیاء خلیل و کلیم کے وارثوں کے لئے اور اسرائیلی گورنمنٹ مقدس سرزمین میں قائم ہو گئی اس کے اور بہائیوں کے مرکزی جامعہ کے درمیان تعلقات مضبوط ہو گئے ۔ اور اسرائیلی گورنمنٹ نے اس پر ملا اعتراف کیا

۳۔ اخبار امریہ مطابق اکتوبر ۱۹۶۱ء میں روحیہ ماکسولی ، زوجہ شوقی آفندی اور موجودہ سربراہ کا ایک اخباری انٹرویو شائع ہوا ہے :-

اگر ہم خود مختار ہیں تو مناسب یہ ہے کہ یہ نیا دین ، بہائی مذہب ہے کسی نئی مملکت میں ہو وہاں یہ بال و پر نکالے پروان چڑھے ۔ اسرائیل کے ساتھ ہمارے روابط اور ذہنی ہم آہنگی ۔ حقیقت یہ ہے کہ اب ضروری ہے کہ صحیح صورت اختیار کرتا ۔ ہمارا اور اسرائیل کا مستقبل دونوں باہم مربوط ہیں ۔ ایک سلسلے کی طرح ۔

۴۔ بہائیوں کا مرکزی تشکیلی مرکز جس کا نام بیت العدل ہے فی الحال اسرائیل میں پایا جاتا ہے جس پر نو آدمیوں کی ایک نگران ہے ۔ اس میں امریکی اور یورپی شریک ہیں ۔ اس کی روحانی سربراہی ایک امریکن عورت کو حاصل ہے (روحیہ ماکسول) دنیا کی دیگر محفلیں اور اجتماعات سب اسی رئیسی مرکز کی شاخ ہیں ۔

۵ ۔ عرب ۔ اسرائیل سے بائیکاٹ کمیٹی کے پاس ایسے ثبوت ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بہائی یہودیوں کے ساتھ بھائیوں جیسی معاملت برتتے ہیں اور اس کے ساتھ محبت کے روابط استوار کرتے ہیں ۔ اسی لئے اس نے ایک قرارداد پاس کی جس میں بہائیوں کو تخریب کار کے زمرہ میں شامل کیا ہے ۔ اور اسے کالے دائرے میں رکھا ہے ۔ اور بلاد عربیہ کے ممالک میں اس کی سرگرمیوں پر قدغن لگادی کیونکہ اسرائیل کے ساتھ اس کے مشہور عالم تعلقات ظاہر و باطن میں بالکل عیاں ہیں ۔ یہ قرارداد ماہ صفر ۱۳۹۵ھ میں پاس ہوئی ۔

یہ نصوص اور تاریخی وثائق تمام کے تمام اس کی تائید اور تاکید کرتے ہیں کہ عالمی اور یہودی سامراج کے ان افکار و عقائد کو یہ نفوس بہت عزیز رکھتے ہیں تاکہ مسلمان نسل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں اور ان کے مذہب اسلام سے انہیں ہٹا دیں بہائیت ، خود بھی بزبان حال اس کی تائید کرتی ہے کہ وہ انسانیت کی حقیقی دشمن ہے ۔ تف ہے ان کے کردار پر ۔

محمد حجازی، مدیر تفیطہ ایران کہتے ہیں کہ بہائی مشرک ہیں قطعاً مسلمان نہیں۔ ہم نے ایران میں ان کی ناپاکی کا اعلان کردیا ہے۔ بہائیوں کے قبرستان یہودیوں کے مقابر کے ساتھ میدان میں ہیں۔

بہائیوں کی تقریبات ۔ بہائیوں کی تقریبات (عیدیں) مسلمانوں سے بالکل مختلف ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ جشن نوروز۔ ۲۱ مارچ یہ جشن حقیقتاً مجوسیوں کا ہے جو آگ کی پوجا کرتے ہیں۔

۲۔ جشن رضوان ۲۱ اپریل اور ۲ مئی۔ یہ تہوار بہاء اللہ کے اعلان دعوت کی یادگار ہے جس کا عنوان انہوں نے گلشن رضوان رکھا ہے یہ اعلان اس وقت کیا مقابلِ عثمانی حاکم نجیب پاشا نے باغ میں اسے قید کیا اور یہاں وہ بارہ دن مقیم رہا۔ اس عرصہ میں اس نے اپنی دعوت کا اعلان کیا۔

۳۔ بانی مذہب کا جشن۔ ہر سال غرّہ محرم سے شروع ہوتا ہے۔

۴۔ بہاحسین علی کا یوم پیدائش۔ جو ۲ محرم الحرام کو شروع ہوتا ہے۔

۵۔ جشن اعلان دعوت، باب جو علی محمد شیرازی کے خلاف ہوا۔ ۵ جمادی الاوّل

بہائی مذہب میں تفرلق اور تشتت شیراز میں باب کی پھانسی کے بعد ان کے پیروکار گمراہی کے باعث سختی وجلاوطنی کے سبب سختی وجلاوطنی کے سبب ٹولیوں میں بٹے گئے۔ ان کے سرداروں نے مختلف نعرے لگائے:۔ دعوٰی نبوت۔ اعلان وصیت۔ اظہار ولایت اور دوسرے بلند بانگ دعوے۔ اس وجہ سے ان کی رائیں مختلف اور ان کی خواہشیں جدا جدا ہوگئیں۔ سب کے سب گمراہی کے گہرے گڑھے میں جا گرے۔ کچھ تو انتہائی گندے اور مہلک امور میں پھنس گئے۔ البتہ باب کے شاگرد مرزا حسین علی بن مرزا عباس نوری مازندانی جس نے اپنا نام بہار رکھا۔ اس نے لوگوں کو بابی مذہب کی طرف بلایا۔ جس کا نام اس کے نام کی وجہ سے بہائی مذہب ہوگیا۔ اس کی ثقافت وتہذیب برہمن ازم۔ بودھ ازم۔ زرتشتی۔ مانویت۔ مزدکیت۔ نصرانیت ویہودیت، اسلام اور کچھ باطل فرقوں کے افکار وآراء کا معجون مرکب تھی۔

مرزا حسین کی وفات کے بعد بہائی مندرجہ ذیل خانوں میں بٹ گئے۔

۱۔ بہائیت۔ ۲۔ ازلیت۔ صبح ازل کی نسبت سے جو باب کے مددگاروں میں تھا۔ ۳۔ البابیت۔ مخلصین کی جماعت جس نے بعد میں آنے والوں کے افکار اختیار نہ کئے۔ اور باب ہی کی ڈگر پر جمے رہے۔ ۴۔ البابیۃ البہائیۃ العباسیہ عبد البہا عباس کے پیروکار۔ وہ حسین علی بہار کا فرزند تھا۔ اس نے اپنا نام عبد البہار رکھا۔ (پیدائش ۱۸۴۴ء۔ وفات ۱۹۲۱ء) ۵۔ ناقضون، عباس کے بھائی محمد علی کے پیروکار۔ مؤرخین انہیں مرزا عباس کے مریدوں کے خلاف باغی کہتے ہیں۔ اور محمد علی کے پیروکاروں کی ضد میں نقض عہد کرنے والے کہتے ہیں۔

ان فرقوں میں سے ہر فرقہ دوسرے کو لعن طعن کرتا ہے۔ اپنے دعوٰی کی صحت، دوسرے کی تکفیر کرتا ہے۔ معاشرۃ

یک لخت الگ ہوگئے ۔ ایک دوسرے کے ساتھ معاملات حرام قرار دے دئے گئے ۔ ہر ایک کی دوسرے کے خلاف عداوت اور دشمنی اپنے مخالفین سے بھی زیادہ ہوگئی ۔ جو ان کے افکار و خیالات کو قطعاً باطل قرار دیتے ہیں ۔

حضور ختم مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بالکل برحق ہے ۔ کہ میری امت میں تیس دجال اور جھوٹے پیدا ہوں گے ہر ایک کا دعوٰی ہوگا کہ وہ نبی ہے ۔ حالاں کہ میں خاتم النبیین ہوں ۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا ۔ (ابوداؤد)

صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ رض سے روایت ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ "قیامت سے پہلے بہت سے جھوٹے مدعی ظاہر ہوں گے ان سے بچتے رہنا"

بہائیوں کے متعلق علماء اسلام کے انفرادی و اجتماعی فتاوی! متعدد اسلامی فقہی فتاوی ان کے کفر کی تصدیق کرتے ہیں ۔ اور انہیں دین الٰہی سے بالکل خارج قرار دیتے ہیں ۔ چنانچہ شیخ الازہر علامہ سلیم البشری سے جب زعیم بہائی مرزا عباس کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے جواب میں فرمایا ۔

"وہ کافر ہے" ۔ یہ فتوٰی جریدہ مصر القاۃ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۲۸ھ عدد ۶۹۲ میں شائع ہوا ۔

مفتی اعظم مصر نے بہائی سے شادی کے متعلق مندرجہ ذیل فتوٰی دیا ۔

اگر مدعی نے بہائی مذہب اختیار کر لیا اور پہلے مسلمان تھا تو وہ مرتد شمار ہوگا اس پر مرتدین کے احکامات نافذ ہوں گے ۔ اور اس کا نکاح بہائیوں کی محفل میں جس کے ساتھ بھی ہوا شرعاً باطل ہوگا ۔ خواہ عورت بہائی ہو یا غیر بہائی ۔ ۱۲/۴/۵۰ء

ایسے ہی مجلس دولت مصری نے بہائیوں کے سلسلے میں جو احکام جاری کئے ہیں کہ جو مسلمان بھی بہائی مذہب اختیار کرے گا وہ مرتد ہوگا اور اس کا نکاح باطل ہوگا ۔ ۱۱-۶-۱۹۵۲ء

اس تمام تفصیل کے بعد کیا ہم مسلمانوں کو نشاط ثانیہ اور حقیقی و صحیح بیداری کی ضرورت نہیں اور اول و آخر مسلمان کی حیثیت سے اپنے موقف کی تجدید و تعیین کا احتجاج نہیں کیا ۔ ابھی وقت نہیں آیا کہ ہم احکام شریعت و سنت نبوی کی طرف رجوع کریں ۔ جب کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کہ وہ زندگی کی ضرورتوں کا ساتھ نہیں دیتا ۔ اس مکروہ سازش و لیورش کا ہم مشاہدہ کر رہے ہیں اہل باطل کو اس کی کیونکر جرأت ہوئی ۔ کیا یہیں دکھائی نہیں دیتا کہ احکام اسلام معطل اور شریعت خداوندی مفلوج ہو رہی ہے ۔

مسلمانو! قبل اس کے کہ تمہیں کوئی بڑی مصیبت آ گھیرے ، اٹھ بیٹھو اور اپنے مذہب کے مسئلے میں بیداری اور ہوشیاری کا ثبوت دو ۔ (عربی سے ترجمہ) منار الاسلام متحدہ امارات ۔ رمضان ۱۴۰۵ھ

پاکستانی بنیئے
پاکستانی مصنوعات خریدیئے